بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلام کا نام لینے والے جانتے ہیں کہ شرک نا قابل معافی گناہ ہے اس کے باوجود ہر فرقہ ہر گروہ اس میں ملوث ہے۔شرک کو کوئی اور نام دے دیا جاتا ہے۔اس کی کوئی توجیہ، کوئی تاویل کر لی جاتی ہے۔اللہ کی صفات میں شریک ٹھرانے کا ایک طریقہ انبیاء کے معجزات کو جواز بنانے کا بھی رہا ہے۔ بڑی ہوشیاری سے اس پرانے ہتھکنڈے کو آج کل استعمال کیا جا رہا ہے۔مگر یہ ہوشیاری شرک اور جہالت پر مبنی ہے۔سب سے پہلے اللہ کی صفت مردہ زندہ کرنے کا حوالہ قرآن سے دیا گیا ہے کہ اللہ ہی زندگی دیتا ہے۔ پھر اللہ کی اس صفت کو اللہ کے بندے اس کے رسول عیسیٰ علیہ السلام کو بطور معجزہ عطا ہو جانے کا دعوی کر دیا گیا۔ چونکہ ایسا دعوی صاف اور صریح شرک ہے اس کو ہضم کروانے کے لیے جواز پیش کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ فعال لما یرید ہے جو چاہے کرتا ہے۔اس وجہ سے یہ شرک نہیں ہے۔

دھوکہ دہی کی انتہا ہے اللہ تعالیٰ نے شرک کو مٹانے کے لیے انبیاء مبعوث کیے رسول بھیجے کتابیں نازل فرمائیں، احکام اتارے۔جس کے بعد حق و باطل کی معرکہ آرائیاں ہوتی رہیں۔اس سب کے باوجود محمد حنیف نے صفات کا شرک خود گھڑا ''اللہ جو چاہے کرتا ہے'' کو جواز بنا کر اسے اللہ کی طرف منسوب کر دیا۔ پورے قرآن میں ایک آیت بھی ایسی نہیں جو اللہ کی صفات مخلوق میں عطا ہو جانا بتاتی ہو، ہو بھی کیسے جبکہ پورا قرآن اس کی تردید، مذمت اور انکار سے بھرا ہوا ہے۔محمد حنیف کا یہ دعوی کہ اللہ نے زندگی بخشنے والی اپنی صفت عیسیٰ علیہ السلام کو عطا کر دی کیونکہ وہ جو چاہے کرتا ہے۔ یہ ایسا مشرکانہ دعوی ہے جو اس طرح واشگاف الفاظ اور صریح انداز میں صوفیاء کے علاوہ شاید ہی کسی نے کیا ہو۔محمد حنیف کے صفات کے شرک کی جب بکھر والے عمران نے نشاندھی کی اور اس پر سوال اٹھائے تو جواب میں بھر پور انداز میں صفات دیئے جانے کا دفاع کیا گیا محمد حنیف نے یہاں تک کہا کہ مجھے نہ سمجھاؤ میں خوب سمجھتا ہوں اور دلیل دی کہ اللہ رؤف الرحیم ہے اور نبی بھی رؤف الرحیم ہے۔اس طرح محمد حنیف نے لفظی مماثلت کا بہانہ بنا کر اللہ اور اس کے نبی کی صفات ایک کر دکھائیں۔ ہر مسلمان جانتا ہے اللہ کی صفات اس کی شان کے مطابق ہیں۔مخلوق کی صفات سے اس کا کوئی موازنہ ہے ہی نہیں۔ چونکہ اللہ کی صفت عیسیٰ علیہ السلام کو عطاء ہونے کے عقیدہ کی تبلیغ و ترویج کی جارہی ہے اس وجہ سے شرک کو ثابت کرنے کے لیے اللہ کی صفات اور نبی کی صفات کے ایک ہونے کا دعویٰ کیا گیا۔ پھر حدیث سے غلط استدلال کر کے مزید دلیل دی کہ اللہ نے اپنی رحم والی صفت کا ایک ٹکڑا ساری مخلوق کو دیا ہے۔اس سے عیسیٰ علیہ السلام کو مردہ زندہ کرنے کی صفت دیئے جانے کا جواز فراہم کیا، اور معجزہ کی اصطلاح اور نام کو استعمال کیا گیا۔

فی الحقیقت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کی صفت عطا کروائی گئی اور مسلسل کروائی جارہی ہے۔بطور معجزہ تو عطا کیے جانے کا انداز اور طریقہ ہے۔ بحث اس سے ہے ہی نہیں کہ صفت کس انداز اور طریقہ سے عطا ہونے کا دعوی کیا گیا ہے بحث تو اس سے ہے کہ اللہ کی صفت عیسیٰ علیہ السلام کو عطا ہونے کو پیش کیا گیا ہے اور اس کو صحیح ثابت کرنے پر زور لگایا جارہا ہے۔صفت عطا ہونے صفت عطا کیے جانے کا خواہ کوئی بھی طریقہ بتایا جائے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔اصل مسئلہ تو خالق کی صفت مخلوق کو عطا کیے جانے کے دعوے سے ہے۔طریقہ واردات کی بات ہی نہیں ہو رہی بات تو واردات کی ہو رہی ہے کہ شرک کی واردات کی گئی ہے۔ واردات کو چھوڑ کر طریقہ واردات کو لایا جارہا ہے تاکہ اس کی وجہ سے اصل واردات سے توجہ ہٹائی جاسکے۔اللہ تعالیٰ کی صفت محمد حنیف نے بطور معجزہ مانی یہ صوفیانہ طریقہ ہے۔اللہ کی صفات میں شریک ٹھرانے والے دوسرے طریقوں سے بھی مانتے ہیں۔اس شرک کے جتنے بھی طریقے بیان کیے جاتے ہیں وہ سب کے سب بدترین گمراہی وضلالت کے شیطانی حربے ہیں۔حق اور سچ یہ ہے کہ اللہ کی ذات وصفات میں کسی بھی طرح کوئی شریک کوئی ساجھی نہیں۔

اللہ کی صفت مخلوق میں ماننے کے شرک سے توجہ ہٹانے کے لیے معجزہ معجزہ کی تکرار کی جارہی ہے۔ جیسے معجزہ کا نام لے کر اللہ کی صفات مخلوق میں مانی جاسکتی ہوں۔ معجزات کے حوالہ سے بھی بڑا عجیب وغریب رویہ سامنے آرہا ہے۔ نئے نئے شوشے چھوڑے جارہے ہیں۔ عالم اسلام میں چودہ صدیوں میں جو سننے دیکھنے پڑھنے میں نہیں آیا، تاریخ اسلام عجیب وغریب فلسفوں سے پر ہے مگر اس طرح کی شوشہ بازی سے خالی اور محروم رہی جو آج صفات کے شرک کے لیے اختیار کی جارہی ہیں۔ ان میں سے ایک ''معجزاتی صفت'' کا شوشہ بھی ہے۔ دوسرا بڑا شوشہ مردہ زندہ کرنے کی صفت کو دو صفتوں میں تقسیم کرنا ہے ایک اللہ کی صفت اور دوسری مخلوق کے لیے مخلوق صفت جو عیسی علیہ السلام کو عطا کا جواز پیدا کرنے کے لیے گھڑی گئی ہے۔اس طرح دو ''الٰہ'' قرار دے لیے گئے ہیں۔ العیاذ باللہ۔ اللہ کی کتاب کا ارشاد ہے:

أَمِ اتَّخَذُوا آلِهَةً مِّنَ الْأَرْضِ هُمْ يُنشِرُونَ (سورۃ الأنبیاء آیت 21)

کیا ان لوگوں کے بنائے ہوئے ارضی خدا ایسے ہیں کہ بے جان کو جان بخش کر اٹھا کھڑا کرتے ہوں؟

یہ بڑا بھیانک شرک ہے اس دعوی میں اللہ کی صفت کو مخلوق قرار دیا گیا ہے۔اللہ کی صفت کو مخلوق قرار دینا نعوذ باللہ، اللہ کو مخلوق ٹھرانا ہے۔

معجزاتی صفت

ہو یا

مردہ زندہ کرنے والی مخلوق صفت

ان دونوں باتوں کا مقصد یہی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس کوئی طاقت اور قدرت ثابت کر دکھائی جائے، ظاہر ہے یہ الوہی طاقت اور صفت کے سوا کچھ اور نہیں۔ چونکہ شرک کا دعوی کیا جارہا ہے تو اس کی دلیل بھی شرک کرنے والے گروہوں سے لی جارہی ہے۔ اللہ اور عیسی علیہ السلام کی صفات میں دائمی اور حادث کا فرق جیسا مشرکین بیان کرتے ہیں بالکل وہی بات ان کی طرف سے بھی کی جارہی ہے۔ حالانکہ بہت سادہ سی بات ہے جو کام صرف اللہ کا ہے جو کام صرف اللہ کی قدرت اور طاقت کا ہے وہ کسی میں بھی مانا جائے تو شرک ہے۔

صفات کے شرک کی خدمت کی جارہی ہے، دلائل فراہم کیے جارہے ہیں، جواز پیدا کیے جارہے ہیں، فلسفہ گھڑا جارہا ہے۔ شوشہ بازی کی جارہی ہے۔ صرف صفات کا شرک جائز ہو جائے، عام ہو جائے، قابل قبول ہو جائے، جو لوگ اس سے بچے ہوئے ہیں وہ بھی اس میں ملوث ہو جائیں۔

اسی سلسلہ میں ایک برانڈ نیو بحث لانچ کی گئی ہے کہ معجزہ مخلوق ہے۔ اس بحث کو شروع کرنے کا مقصد بھی وہی ہے کہ عیسی علیہ السلام کو مردہ زندہ کرنے کی صفت عطا ہو جانے کا جو شرکیہ راگ گایا جارہا ہے وہ شرک نہ سمجھا جائے۔ یہ ان کی عیاری ہے ورنہ جو لوگ الوہی صفات انبیاء اولیا میں مانتے ہیں وہ سب اس کو حادث مانتے ہیں قدیم نہیں۔

معجزہ مخلوق ہے یا غیر مخلوق، اس نام سے عالم اسلام میں یہ بحث کبھی نہ ہوئی تھی اب شرک کے خادم، طاغوت کا دفاع کرنے والے اپنے شرکیہ عقیدہ کو صحیح ثابت کرنے کے لیے اس بحث کو عام کر رہے ہیں۔ اس کے لیے جو دلائل دیے جارہے ہیں وہ جہالت کا شاہکار ہیں۔ معجزہ سے جو چیز وجود میں آتی ہے اسے پیش کر کے معجزہ کو مخلوق ثابت کر رہے ہیں۔ معجزہ سے جو چیز وجود میں آتی ہے اس کے مخلوق ہونے میں تو کسی کو کوئی شک وشبہ ہی نہیں تو پھر اس پر طبع آزمائی کیوں کی جارہی ہے؟ اس کا مقصد شرک کے اوپر پردہ ڈالنا ہے اس کے سوا کوئی مقصد نہیں، کوئی حاصل وصول نہیں۔ مگر یہ شرک کے خدمت گار تو نرے جاہل ہیں انہیں معجزہ کا پتا ہی نہیں معجزہ اصل میں کسے کہا جاتا ہے! جو معجزہ کی تعریف تک نہیں جانتے وہ معجزہ کو مخلوق ثابت کرنے کے مشن پر لگے ہیں۔ معجزہ کو لفظ آیت کا ترجمہ سمجھتے ہیں۔ آیت اور معجزہ دونوں ہی عربی کے الفاظ ہیں۔ معجزہ اردو میں بھی استعمال ہوتا ہے اور عربی ہی سے آیا ہے۔ معجزہ کا اسلامی لٹریچر میں استعمال تو وہی ہے جو اس کی تعریف ہے۔ عوام کے استعمال سے اس کا معنی مفہوم لے کر اس سے قرآن وحدیث کا مسئلہ ثابت کرنا تو نری جہالت ہے۔ معجزہ کا لفظ باوجود عربی ہونے کے قرآن وحدیث میں نہیں آیا ہے اس کے مشتقاق ضرور آئے ہیں مگر جس اصطلاحی معنوں میں یہ استعمال ہوتا ہے قرآن وحدیث اور صحابہ کے دور تک میں یہ استعمال نہیں ہوا۔ دوسری صدی کے آخر میں اس کا کچھ نشان ملتا ہے۔ متکلمین علماء کی طرف سے اس کا بطور اصطلاح استعمال شروع ہوا، اور قرآن وحدیث کے باب میں اس کا استعمال اصطلاحی ہے۔ ہر اصطلاحی مفہوم میں لفظ کے لغوی معنی کسی نہ کسی طرح موجود ہوتے ہیں۔

معجزہ کے لغوی اور اصطلاحی معنی:

المُعْجزَةُ: ما يُعجزُ الانسان عمله

معجزہ کے معنی جس کے کرنے سے انسان عاجز ہو۔ یعنی لاچار اور بے بس ہو۔

المُعْجِزَةُ: أمرٌ خارقٌ للعادة يُظْهِرُهُ الله على يد نبيٍّ تأييدا لنبوَّته.

معجزہ وہ کام ہے جو خارق عادت یعنی معمول کے خلاف ہوتا ہے جسے نبی کی نبوت کی تائید کے لیے اس کے ہاتھ پر اللہ ظاہر کرتا ہے۔

لغت کی تمام ہی مستند کتابوں میں اس کے یہ معنی اور تعریف موجود ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ معجزہ دراصل وجود میں آنے والی چیز نہیں بلکہ اس کو بطور خرق عادت وجود میں لانا ہے۔ یہ اللہ کا فعل ہے، اللہ کا کام ہے۔ اسی تعلق سے وجود میں آنے والی چیز کو معجزہ کہا جاتا ہے۔ معجزہ سے کوئی چیز وجود میں نہ بھی آئے تب بھی کوئی خرق عادت کام معمول کے خلاف کام ہو تو وہ معجزہ کہلاتا ہے۔ معراج کی رات اسی وجہ سے معجزہ ہے۔ اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کا احیاء الموتی کا معجزہ ہے۔ مرنے والے مرنے کے بعد زندہ نہیں ہوا کرتے اللہ تعالی نے بطور معجزہ انہیں زندہ کیا۔ مردہ کا زندہ ہو جانا معجزہ ہے۔ یہ کرنے والا اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، اسی کا کام ہے۔ خرق عادت کام، معمول کے خلاف کام کا اظہار معجزہ ہے۔ جو چیز ظاہر ہوتی ہے وہ اس خرق عادت کی وجہ سے معجزہ کہلاتی ہے۔ کوئی بھی چیز اپنی خلاقیت کی وجہ سے معجزہ ہے۔ یعنی وجود میں آنے کی وجہ سے معجزہ ہے۔ موسی علیہ السلام کی لاٹھی کا سانپ بن جانا معجزہ ہے۔ سانپ چونکہ اللہ کے جاری کیے ہوئے نظام سے معمول کے

مطابق پیدا ہوتے ہیں وہ معجزہ نہیں کہلاتے، اللہ تعالیٰ کا معمول کے خلاف اور خرق عادت لاٹھی کو سانپ بنا دینا معجزہ ہے۔ ہر جگہ خرق عادت، خلاف معمول کام کا ہونا معجزہ ہے۔جس سے انسان عاجز، لاچار ہے۔

کسی بھی چیز کسی بھی واقعہ کو خرق عادت وجود میں آنے کی نسبت سے ہی معجزہ کہا جاتا ہے۔معجزہ کی تعریف ہی **أمرٌ خارقٌ للعادة** ہے۔خارق عادت کام جو صرف اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے۔خارق عادت امر (معمول کے خلاف کام)، اللہ تعالیٰ کی قدرت کا اظہار ہے۔سارا نظام کائنات اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا جاری کیا ہوا ہے۔اس کے بنائے ہوئے نظام اس کے جاری کیے ہوئے سسٹم کو کوئی دوسرا توڑ ہی نہیں سکتا کہ اس کے نظام کے برعکس کچھ کر سکے۔ یہ اللہ واحد القہار ہے جو اپنے بنائے ہوئے نظام کے برعکس بھی کر کے اپنی قدرت کا اظہار فرما دیتا ہے۔اللہ کے علاوہ ساری مخلوق ہیں اور اس کے نظام کی پابند ہیں، اللہ پابند نہیں وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ اللہ کے کام اللہ کے فعل سے متعلق جاہلانہ بلکہ ملحدانہ شوشہ چھوڑا گیا کہ مخلوق ہے۔ یہ ساری کوشش صفات کے شرک کو جواز دینے کے لیے ہیں ورنہ اس طرح کی جدوجہد کی کوئی وجہ ہی نہیں۔

معجزہ کو معجزہ اللہ کی طرف سے خارق عادت کام ہونے کی وجہ سے ہی بولا اور سمجھا جاتا ہے۔معمول کے خلاف کسی چیز کو رونما کرنا وجود بخشنا معجزہ ہے جو چیز وجود میں آتی ہے جو چیز رونما ہوتی ہے وہ مخلوق ہوتی ہے۔ جو چیز وجود میں آئے جو چیز رونما ہوا سے اگر کوئی معجزہ کہتا ہے تو وہ اسی نسبت اور تعلق سے معجزہ کہا جاتا ہے کہ اس کا وجود میں آنا اور رونما ہونا معجزہ سے ہوتا ہے۔

کیسی بدنصیبی ہے لوگوں کی طرف سے اپنے باطل اور مشرکانہ عقائد کے لیے تک بندیاں کی جاتی ہیں مگر یہاں تو جاہل مبارزت طلبی چیلنج بازی کر کر کے اپنی جہالت کے پہاڑ کھڑا کر دیتے ہیں۔عوام کو ان کی کم علمی کے سبب الجھانا ان کا مشن ہوتا ہے۔جن کو معجزہ کا مطلب مفہوم سمجھ ہی نہ آیا ہو جن کو معجزہ کی تعریف ہی نہ آتی ہو وہ معجزہ کو مخلوق ثابت کرنے پر زور لگا رہے ہیں۔ان کا طریقہ الجھاؤ اور گھماؤ کے سوا کچھ نہیں۔لوگوں کو قرآن کے الفاظ ''آیۃ'' سے دھوکہ دیتے ہیں۔قرآن میں آیت کے الفاظ ایک سے زائد معنی اور مفہوم میں آئے ہیں۔ ہر معنی اور ہر مفہوم میں اس کے لغوی معنی و مفہوم موجود ہے۔جیسا کہ بالعموم ہر لفظ میں ہوتا ہے۔آیت کے معنی نشانی اور علامت کے ہیں۔تمام ہی نشانیاں اور علامات اللہ کی مخلوق ہیں۔ جو نشانیاں اللہ تعالیٰ خرق عادت تخلیق فرماتا ہے ان کو اصطلاحاً معجزہ کہا جاتا ہے۔

لفظ آیت اور معجزہ میں عموم اور خصوص کا فرق ہے۔آیت میں عموم ہے اور معجزہ میں خصوص ہے۔

أما الآيات بمعنى العلامات والدلالات هذه أوسع، فكل معجزة آية وليست كل آية معجزة؛ فبينهما عموم وخصوص.

آیات کے معنی علامات اور دلالات (جو چیز دلالت کرے) کے ہیں یہ لفظ زیادہ وسیع تر معنی والا ہے جبکہ ہر معجزہ آیت ہے مگر ہر آیت معجزہ نہیں ہے پس ان کے درمیان عام اور خاص کا فرق ہے۔

آیات اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔بطور خرق عادت ظاہر ہوں تو وہ معجزات ہیں۔اصطلاحی تعریف میں نبی کی نبوت کی تائید میں جو آیات اللہ تعالیٰ ظاہر کرتا ہے وہ معجزات ہیں۔معجزات نشانیوں کو ظاہر کرنا ہے نشانیوں کو تخلیق کرنا ہے۔ جو نشانیاں وجود میں آتی ہیں وہ بلاشبہ مخلوق ہیں۔معجزہ وہ کام، وہ فعل ہے جس سے نشانی وجود میں آتی ہے۔وہ اللہ کا کام اللہ کا فعل ہے۔ جو غیر مخلوق ہے۔معجزہ کو مخلوق ثابت کرنے والے قرآن سے بھی استدلال کر رہے ہیں۔ یہ استدلال انتہائی جاہلانہ ہے۔ ان کی طرف سے قرآن کی جس آیت سے استدلال کیا جا رہا ہے پہلے اس کو ملاحظہ کریں:

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى تِسْعَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ فَاسْأَلْ بَنِي إِسْرَائِيلَ إِذْ جَاءَهُمْ فَقَالَ لَهُ فِرْعَوْنُ إِنِّي لَأَظُنُّكَ يَا مُوسَى مَسْحُوراً. (سورہ بنی اسرائیل آیت 101)

ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو نو نشانیاں دی تھیں جو صریح طور پر دکھائی دے رہی تھیں۔اب یہ تم خود بنی اسرائیل سے پوچھ لو کہ جب وہ سامنے آئیں تو فرعون نے یہی کہا تھا کہ اے موسیٰ، میں سمجھتا ہوں کہ تو ضرور ایک سحر زدہ آدمی ہے۔

اس آیت کے الفاظ

''ہم نے موسیٰ کو نو نشانیاں دی تھیں''

اس آیت سے بڑا ہی عامیانہ بلکہ جاہلانہ استدلال کیا گیا کہ

''انبیاء مخلوق ہیں اور مخلوق کو جو چیز بھی عطا کی گئی وہ مخلوق ہے''

گویا اس طرح معجزہ مخلوق ثابت کر دیا گیا اور وہ گوہر نایاب حاصل کر لیا جو مطلوب اور مقصود ہے، یہ زور آزمائی صرف اور صرف اسی لیے تو ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا نام لے کر لوگوں میں جو صفت کا شرک پھیلایا گیا ہے وہ ان کو قرآنی اور اسلامی لگے۔ ورنہ اللہ کی ذات وصفات میں کوئی شریک نہیں ماننے والوں اور دعوت دینے

والوں کا یہ کام نہیں کہ وہ عیسی علیہ السلام میں اللہ کی صفت عطا ہو جانے کی تبلیغ واشاعت کریں، اور اس کو مختلف تک بندیوں حیلوں بہانوں سے صحیح ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگائیں۔

قرآن میں موسیٰ علیہ السلام کو نو نشانیاں دیے جانے کا ذکر ہے، ساری مادی نشانیاں مخلوق ہی ہیں۔جس اصطلاحی معنوں میں لفظ معجزہ کا استعمال ہوا کرتا ہے اس طرح قرآن میں یہ استعمال ہی نہیں ہوا ہے بلکہ احادیث تک میں موجود نہیں ہے، نہ صحابہ نے کبھی استعمال کیا۔ یہ تو قرآن کے نزول کے دو سو سال بعد علماء نے نشانیوں کی کلاسیفیکیشن یعنی درجہ بندی کرنا شروع کی تو جو آیات نشانیاں انبیاء کی تائید میں بطور خرق عادت ظاہر ہوئیں تو ان کو معجزات کی اصطلاح کے نام کے ساتھ موسوم کیا گیا۔ تا کہ نشانیوں کی تفہیم میں آسانی ہو۔ معلوم ہوا کہ قرآن میں معجزات دیے جانے کا ذکر نہیں نشانیاں دیے جانے کا ذکر ہے۔نشانیاں اللہ نے تخلیق فرمائی ہیں اس کا تخلیق کرنا معجزہ ہے اور جو چیز تخلیق ہوئی وہ نشانی مخلوق ہی ہوتی ہے۔ جو نشانی بطور خرق عادت، خلاف معمول تخلیق پائی تو اس کو اس تعلق سے معجزات کہا گیا۔ نشانیاں معمول کے مطابق تخلیق ہوں یا خلاف معمول اللہ کی پیدا کردہ مخلوق ہیں۔تخلیق کا کام اللہ کا ہے جو معجزہ ہے۔اصطلاح میں انبیاء کی تائید میں اللہ کی طرف سے جو خرق عادت کام ہیں انہیں معجزہ کہا گیا ہے اور کہا جاتا بھی ہے۔ظاہر ہے اس میں یہ بحث سرے سے ہے ہی نہیں کہ یہ مخلوق ہے یا غیر مخلوق۔جنہوں نے اب یہ بحث شروع کی ہے وہ ان کی ضرورت ہے، ضرورت ایجاد کی ماں ہے کے مصداق ہے۔

اس ذیل میں ان جہلا کی طرف سے قرآن کے بعض تراجم کو بھی پیش کیا جاتا ہے کہ ان تراجم میں نو نشانیاں کے بجائے نو معجزات دیے گئے کا ترجمہ کیا گیا اگر معجزہ غیر مخلوق ہو تو یہ مشرکانہ ترجمہ ہے۔ساتھ میں دعوی بھی کیا جاتا ہے کہ ان تراجم قرآن کو تنظیم اون (OWN) کرتی رہی ہے۔ان کے نزدیک معجزات کو مخلوق نہ مانا جائے تو انبیاء کے معجزات اور انبیاء کو معجزات کا دیا جانا جیسے جملے شرک ہونگے۔ یہ سب جاہلانہ استدلال بلکہ ہفوات ہیں۔صفات کا شرک کر کے گمراہی وضلالت کے دریا میں غوطہ زن ہیں اپنے شرکیہ عقیدہ کو سہارا دینے کے لیے الٹے سیدھے ہاتھ پیر مار رہے ہیں۔

بڑی عجیب بات ہے لفظ معجزہ تو علماء متکلمین سے لیا جائے اور اس کی تعریف اپنی خود گھڑی جائے۔معجزہ کا لفظ جہاں سے لیا جائے گا تو اس کا معنی اور تعریف بھی وہاں سے ہی لی جائے گی۔ ویسے بھی یہ جاہلوں کا کام ہی نہیں کہ وہ کسی لفظ کے معنی ومفہوم متعین کریں۔اپنی مادری زبان پر دسترس نہ رکھنے والے آج اسلامک لٹریچر کی عربی اصطلاحوں پر خندہ زن ہیں۔فیاللعجب۔

معجزہ کا معنی ومطلب ہے وہ کام جس کے کرنے سے انسان عاجز ہو، لاچار ہو، بے بس ہو، قدرت نہ رکھتا ہو۔اصطلاحی تعریف میں وہ خرق عادت کام جو اللہ نبی کی تائید میں ظاہر کرے جس کے لانے کرنے میں نبی کو قدرت حاصل نہ ہو، نبی کی کوئی طاقت کوئی صلاحیت نہ ہو اسے معجزہ کہا جاتا ہے۔معجزہ لانا، معجزہ دکھانا، معجزہ رونما کرنا نبی کی صلاحیت، قدرت، طاقت میں ہو تو وہ معجزہ ہے ہی نہیں۔اگر نبی معجزہ لانے، پیش کرنے پر قادر ہوتا تو، اور اگر معجزہ نبی کی دسترس میں ہوتا تو وہ اس کی نبوت کی تائید ہو ہی نہیں سکتا، معجزہ تو اللہ، نبی کی تائید میں ظاہر کرتا ہے۔ نبی اللہ کا نام لے کر، اللہ کے جو احکامات پیش کر رہا ہے وہ فی الواقع اللہ کی طرف سے ہے۔ نبی مامور من اللہ ہے اس کے لیے کفار ومشرکین اللہ کی طرف سے ایسی نشانی لانے کا مطالبہ کرتے جو اللہ کی طرف سے ظاہر ہو۔کفار ومشرکین ہمیشہ سے یہی کہتے رہے ہیں نبی اللہ کا نام لے کر جو کچھ پیش کر رہا ہے وہ اللہ کی طرف سے نہیں بلکہ اس کا ذاتی معاملہ ہے ذاتی کسب ہے۔معجزات کو نبی کا کام، نبی کی صلاحیت نبی کا وصف ماننے والے درحقیقت کفار ومشرکین کے ہم نوا بلکہ ہم عقیدہ ہیں۔جیسے عیسیٰ علیہ السلام کی ''بینات'' دیکھ کر انہوں نے جھٹلانے کے لیے کہا:

إِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ إِنْ هَـٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ (سورہ مائدہ آیت 110)

پھر جب تو بنی اسرائیل کے پاس صریح نشانیاں لے کر پہنچا اور جو لوگ ان میں سے منکرِ حق تھے انہوں نے کہا کہ یہ نشانیاں جادوگری کے سوا اور کچھ نہیں ہیں۔

اللہ کی طرف سے آنے والی نشانیوں کو جادوگری قرار دینا سے ظاہر ہے وہ اسے اللہ تعالی کی طرف سے نہیں مانتے تھے عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے جادوگری قرار دیتے تھے۔معجزات کو انبیاء کا وصف ماننے والے تھوڑے سے فرق کے ساتھ کفار کے ہم نوا ہیں۔

معجزات نبی کی نبوت کی تائید میں اللہ کی قدرت کی کرشمہ کاری ہوتی ہے۔ یہ معجزہ کا مطلب اور مفہوم ہے، معجزہ کا لفظ لے لیا جائے اور اس کے اصل مفہوم کو چھوڑ کر اسے نبی کی معجزاتی صفت ہونے کا نعرہ لگانا شروع کر دیا جائے تو یہ پاگل پن کے سوا کچھ نہیں۔معجزہ کی مستند تعریف میں ہر جگہ لکھا ملے گا ملاحظہ ہو۔

ونريد بقولنا: ''يجريه الله على يد نبيه'' أن المعجزة وإن جاء بها النبي فليست من عنده وليست في قدرته ولكنها من الله

ہمارے اس قول ''اللہ اس کو نبی کے ہاتھ پر جاری کرتا'' سے مراد ہے کہ معجزہ اگرچہ نبی لے کر آتا ہے مگر نہ وہ اس کی اپنی طرف سے ہوتا ہے اور نہ اس کی قدرت ہی ہوتی ہے بلکہ معجزہ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے۔

انبیاء کے معجزات، نبی کا معجزہ، نبی کو معجزات کا دیا جانا وغیرہ کا یہی مطلب ہے کہ وہ اس نبی کی نبوت کی تائید میں اللہ تعالیٰ ظاہر کرتا ہے۔ پورے قرآن کا مطالعہ کر جائیے اس کی تصدیق ملے گی۔ جب معجزہ کا معنی، مطلب ومفہوم ہی یہ ہے کہ اس پر نبی کی کوئی قدرت نہیں اللہ کا کام ہے تو پھر بھی قرآن سے آیت پیش کر کے کہ اللہ ہی زندگی دینے والا ہے اور اللہ کی اس صفت کو عیسیٰ علیہ السلام کو بطور معجزہ عطا ہو جانے کا عقیدہ پیش کر کے اس کی وکالت میں شرک اور جہالت کا پہاڑ کھڑا کیا جا رہا ہے۔ دل اندھے ہو جاتے ہیں اس کی یہ بین مثال ہے۔

موسی علیہ السلام کو نو نشانیاں دی گئیں اسے لے کر غلط اور گمراہ کن استدلال کرتے انہیں شرم نہیں آتی کیوں کہ حدیث میں ہے:

إِذَا لَمْ تَسْتَحِي فَافْعَلْ مَا شِئْتَ

جب تجھ میں حیاء نہ ہو تو پھر جو جی چاہے کر۔

قرآن میں موسیٰ علیہ السلام کو نو نشانیاں دیے جانے کے ذکر کے ساتھ ساتھ ان کے ظاہر ہونے کی وضاحت بھی موجود ہے کہ ان کو کس طرح یہ نشانیاں دی گئیں کس طرح وہ ظاہر ہوئیں اور فرعون والوں نے اس پر کیا ردعمل ظاہر کیا۔ اس کو دیکھا پڑھا سمجھا ہوتا تو اس طرح کی احمقانہ بات نہ کی جاتی جیسی کی جا رہی ہے کہ معجزہ مخلوق ہے اگر مخلوق نہ ہو تو موسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے اپنی نو صفات عطا کیں۔

موسی علیہ السلام کو جو نو نشانیاں دی گئی ان میں پہلی نشانی لاٹھی کا سانپ بننا اور سانپ سے پھر لاٹھی بن جانا ہے۔ دوسری نشانی ان کے ہاتھ کا روشن ہونا ہے یہ نشانیاں کیسے دی گئی قرآن میں اس کی صاف اور صریح وضاحت موجود ہے۔ موسی علیہ السلام جب وادی طوی میں پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں مخاطب کیا۔۔۔۔ اور پوچھا کہ موسیٰ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ لاٹھی ہے اس سے فلاں فلاں کام کرتا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا کہ اسے پھینک دے، حکم کی تعمیل میں موسیٰ علیہ السلام نے لاٹھی پھینک دی تو وہ لاٹھی حرکت کرتا ہوا سانپ اژدھا بن گیا۔ موسیٰ علیہ السلام ڈر گئے۔ اللہ نے فرمایا ڈرو نہیں اسے پکڑ لو **سَنُعِيدُهَا سِيرَتَهَا الْأُولَى** (سورہ طہ) ہم اسے پھر ویسا ہی کر دیں گے جیسی یہ تھی۔ معلوم ہوا معجزہ اللہ کا کام ہے وہی اس کو رونما کرتا ہے۔ اسی طرح ید بیضاء کا معاملہ ہے اللہ نے حکم دیا کہ اپنا ہاتھ بغل یا گریبان میں ڈالو وہ بغیر کسی تکلیف کے روشن چمکتا ہوا نکلے گا۔ اور ایسا ہی ہوا۔ پھر فرمایا کہ

فَذَانِكَ بُرْهَانَانِ مِن رَّبِّكَ إِلَى فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ (سورہ قصص آیت 32)

یہ دو روشن نشانیاں ہیں تیرے رب کی طرف سے فرعون اور اس کے درباریوں کے سامنے پیش کرنے کے لیے۔

قرآن سے معلوم ہوا کہ یہ نشانیاں اللہ کی طرف سے تھیں وہی ان کو ظاہر کرنے والا تھا وہی اس کو وجود میں لانے والا تھا۔ موسی کو اس پر کوئی اختیار نہ تھا۔ ساری نشانیاں اللہ نے ظاہر کی ہیں موسی تو اللہ کے حکم اور ہدایت کے مطابق کار نبوت انجام دیتے رہے ہیں

وَلَقَدْ أَرَيْنَاهُ آيَاتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَأَبَى

ہم نے فرعون کو اپنی سب ہی نشانیاں دکھائیں مگر وہ جھٹلائے چلا گیا اور نہ مانا۔

اوپر آیت میں جو بیان ہوا وہی مطلب ہے موسیٰ علیہ السلام کو نشانیاں دیے جانے کا، نشانیاں اللہ کی تھیں اللہ ہی نے ظاہر کیں اللہ ہی نے دکھائیں، اللہ کی نشانیوں کے اس قرآنی بیان کے برعکس بریلوی طرز اور طریقہ استدلال اختیار کر کے نشانیوں کا اختیار موسی علیہ السلام کو دیا جا رہا ہے۔ موسی علیہ السلام کو دی جانے والی نو نشانیوں میں باقی کا ذکر سورہ اعراف میں موجود ہے ان کا مطالعہ کر لیا جائے تو اس بریلوی استدلال کی بریلویت برہنہ ہو جاتی ہے۔

سورہ اعراف میں بیان ہوا:

انہوں نے موسیٰ سے کہا تو ہمیں مسحور کرنے کے لیے خواہ کوئی نشانی لے آئے، ہم تو تیری بات ماننے والے نہیں ہیں آخرِ کار ہم نے ان پر طوفان بھیجا، ٹِڈی دل چھوڑے، سرسریاں پھیلائیں، مینڈک نکالے، اور خون برسایا، یہ سب نشانیاں الگ الگ کر کے دکھائیں، مگر وہ سرکشی کیے چلے گئے اور وہ بڑے ہی مجرم لوگ تھے۔ جب کبھی ان پر بلا نازل ہو جاتی تو کہتے اے موسیٰ، تجھے اپنے رب کی طرف سے جو منصب حاصل ہے اس کی بنا پر ہمارے حق میں دعا کر، اگر اس بار تو ہم پر سے یہ بلا ٹلوا دے تو ہم تیری بات مان لیں گے اور بنی اسرائیل کو تیرے ساتھ بھیج دیں گے۔ (سورہ اعراف آیت 132 تا 134)

سورہ اعراف کی ان آیات میں جن نشانیوں کا ذکر ہے وہ ان 9 نشانیوں میں سے ہیں جو موسی علیہ السلام کو دی گئیں۔ یہ عذاب کی صورت میں ایک کے بعد موسیٰ علیہ السلام کی پیشگی اطلاع کے ساتھ ظاہر ہوئیں۔ جب بھی ان پر ان میں سے کوئی عذاب آتا تو موسی علیہ السلام کو ہی اللہ سے دعا کے لیے کہتے:

''اے موسیٰ، تجھے اپنے رب کی طرف سے جو منصب حاصل ہے اس کی بنا پر ہمارے حق میں دعا کر، اگر اب کے تو ہم پر سے یہ بلا ٹلوا دے تو ہم تیری بات مان لیں

گے''۔

بات بالکل واضح ہے موسی علیہ السلام کو دی گئیں یہ نشانیاں اللہ ہی کی طرف سے نازل اور ظاہر ہوتی رہیں فرعونی بھی اسے اللہ کی طرف سے ہی سمجھتے تھے تب ہی تو دعا کے لیے موسی علیہ السلام کو کہتے اپنے رب سے دعا کرو کہ ہم پر سے یہ عذاب ہٹالے۔ یہ وہ نشانیاں ہیں جو موسی علیہ السلام کو دی گئیں۔اسی کو وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى تِسْعَ آيَاتٍ کہا گیا ہے۔ وہ فرعونیوں سے بھی زیادہ گمراہ ہیں جو ان کو موسی علیہ السلام کی صفت مانیں۔ کیونکہ وہ عذاب میں مبتلا ہو کر موسی علیہ السلام سے دعا کروانے آتے کہ اللہ سے کہو کہ وہ یہ عذاب ہم پر سے ٹال دے۔انہیں اچھی طرح معلوم تھا کہ یہ سب اللہ کی طرف سے ہے اور وہی ٹالے گا تو ٹلے گا اور موسی علیہ السلام کیونکہ اس کے رسول ہیں تو ان کا یہ مقام و مرتبہ ہے کہ وہ اگر دعا کریں تو اللہ کے ہاں شنوائی ہو سکے گی۔

معجزات کو مخلوق ثابت کرنے کے لیے جاہلانہ طور پر قرآن کے تراجم کو بھی پیش کیا جا رہا ہے۔ان میں آیات یعنی نشانیوں کا ترجمہ معجزات کیا گیا ہے۔اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا جب کہ معجزات کا من گھڑت معنی و مفہوم نہ لیا جائے، معجزہ کی من گھڑت تعریف کر کے تراجم کو لانا تو احمقانہ کوشش ہے۔ جاہلوں کی کوشش ہے کہ سیدھے سادھے مسئلہ کو الجھا دیا جائے۔ان کی جہالت کا یہ عالم ہے کہ فتح محمد جالندھری کا ترجمہ قرآن بطور حوالہ پیش کر رہے ہیں کہ اس میں آیات کا ترجمہ معجزات کیا گیا ہے۔جس کے پاس فتح محمد جالندھری کا ترجمہ قرآن ہو دیکھ سکتا ہے کہ اس ترجمہ میں آیات کا ترجمہ نشانیاں ہی کیا گیا ہے مگر جھوٹ اس کثرت سے بولا جا رہا ہے کہ زحمت نہ اٹھانے والے اسی کو سچ سمجھتے ہیں کہ اس ترجمہ میں آیات کا ترجمہ معجزات کیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو فتح محمد جالندھری کا اس آیت کا کیا گیا ترجمہ:

اور ہم نے موسی کو نو کھلی نشانیاں دیں۔(ترجمہ فتح محمد جالندھری سورہ بنی اسرائیل آیت 101)

فتح محمد جالندھری نے تو آیات کا ترجمہ نشانیاں کیا ہے مگر پاگل پن کا شکار اس کا ترجمہ معجزات کیا گیا ہے بتاتے چلے آ رہے ہیں۔ایک اور جھوٹ بھی اس حوالہ سے بولا جا رہا ہے کہ تنظیم فتح محمد جالندھری کے ترجمہ کو صحیح قرار دیتی رہی اور اس ترجمہ کو پڑھنے کی ترغیب دیتی رہی ہے، سادہ الفاظ میں تنظیم اس ترجمہ قرآن کو اون (OWN) کرتی رہی ہے۔ یہ بھی جھوٹا پروپیگنڈا ہے تنظیم نے نہ کبھی کسی ترجمہ قرآن کو اون کیا ہے نہ کبھی رد کیا ہے ہر ترجمہ میں خوبیاں بھی ہیں اور خامیاں بھی ہیں۔

اس وجہ سے تنظیم کسی ترجمہ کو اون نہیں کرتی رہی ہے۔ ساتھیوں کو لفظی ترجمہ سمجھنے میں مشکل پیش آتی رہی ہے ان کو بامحاورہ ترجمہ بتایا جاتا رہا فتح محمد جالندھری اور مودودی کے تراجم ہر جگہ موجود ہوا کرتے تھے انہیں کو بامحاورہ ترجمہ بتایا جاتا تھا۔ فتح محمد جالندھری کے ترجمہ کو تنظیم کا فیورٹ ترجمہ قرار دینے والوں کو معلوم ہی نہیں کہ اس ترجمہ قرآن کی خامی اور غلطی کو بیان کیا جاتا رہا ہے۔تنظیم کا سب سے اہم مسئلہ کفر بالطاغوت ایمان کا لازمی حصہ ہے۔قرآن میں اس حکم سے متعلق واضح اور صریح آیت: فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ کا ترجمہ فتح محمد جالندھری صاحب نے ''جو شخص بتوں سے اعتقاد نہ رکھے'' کیا ہے طاغوت کے کفر کے حکم کو جس طرح ان جالندھری صاحب نے اپنے ترجمہ سے ختم کیا ہے وہ اس تنظیم کا فیورٹ ترجمہ ہو ہی نہیں سکتا۔مخالفت کی ہذیانی کیفیت میں عقل سے فراغت پانے کے بعد دعوے ہی دعوے ہیں۔ جالندھری صاحب نے اگلی آیت میں اسی طاغوت کا ترجمہ شیطان کیا ہے۔اسی وجہ سے مودودی صاحب کا ترجمہ اس سے بہتر سمجھا گیا کہ انہوں نے طاغوت کا ترجمہ درست کیا ہے۔ترجمہ سے متعلق من گھڑت کہانی بنا کر معجزے کو مخلوق ثابت کرنے کا یہ طریقہ اختیار کیا گیا ہے کہانی میں جھول ہونے کی وجہ سے اس کا برا انجام سامنے آ گیا ہے۔ کہانی کار شیطانی خیالات کے زیر اثر روز نئی کہانی گھڑ کر سناتا رہتا ہے۔کہانیوں میں جہالت حماقت بغض و حسد اور گمراہیت کے رنگ کے سوا کچھ ہوتا ہے تو وہ شیطانی عیاری ہے، کمال عیاری سے مخاطب کی بات کچھ ہوتی ہے بنا کچھ اور دیتا ہے تاکہ اپنی کہانی میں رنگ بھر سکے۔ بہت دفعہ اسی فن دینداری سے کام لیتے ہوئے اپنی کسی کہانی کی حقیقت طشت از بام ہوتے دیکھ کر اس کا مطلب بھی خاموشی سے بدل دیتا ہے۔ نبی کو معجزے دیے جانے کا خود ساختہ من گھڑت مطلب کر کے تراجم کو مشرکانہ بناتا ہے ان تراجم کو ماننے والوں کو جہنم کا حقدار ٹھراتا ہے۔لٹریچر کو مشرکانہ قرار دیتا ہے۔ یہ سب اس لیے کرتا ہے کہ معجزے کو اللہ کا فعل مان کر اسے مخلوق بنایا جا سکے۔ جسے معجزات دیے جانے کا مطلب نہیں معلوم، وہ معجزات دیے جانے کے بھیانک نتائج نکال نکال کر لوگوں کو مستفید کر رہا ہے۔اللہ تعالیٰ نے موسی علیہ السلام کو نشانیاں دیں، معجزات دیے تو اس دیے جانے کی وضاحت بھی فرما دی ہے۔ لاٹھی کو سانپ بنانا، ید بیضا کا معجزہ ہو، طوفان کا بھیجنا، ٹڈی دل کا چھوڑنا، سرسریاں پھیلانا، مینڈک نکالنا، اور خون برسانا سب اللہ تعالیٰ نے کیا اور اسے ہی موسی علیہ السلام کو نشانیاں دینا، معجزات دینا کہا گیا۔اللہ نے ان نشانیوں کو بھیج کر فرمایا'' أَرَيْنَاهُ۔۔'' ہم نے فرعون کو اپنی سب نشانیاں دکھائیں۔ یہ مطلب ہے معجزات دیے جانے کا جو قرآن بیان کرتا ہے، یہی قرآن سے لی گئی معجزے کی تعریف ہے۔

ایک شوشہ یہ بھی چھوڑا گیا کہ تنظیم کا شروع سے موقف ''مخلوق ہے'' کا رہا ہے۔ یہ بھی کہانی کار کی جھوٹی من گھڑت کہانی کے سوا کچھ نہیں۔تنظیم میں کبھی معجزہ کے حوالہ

سے مخلوق غیر مخلوق کی بحث ہی نہیں رہی ۔ پورے لٹریچر میں اس نام کی کسی مخلوق کا کوئی ذکر ہی موجود نہیں ۔تنظیم تو کجا اسلامی دنیا میں اس بحث کا کوئی نشان نہیں ملتا۔ البتہ اپنے طور پر ایک ثبوت پیش فرماتے ہیں ۔ وہ ثبوت اس کے نامی گرامی استاد بنام سعید ہیں ۔اس استاد کو بطور ثبوت پیش فرما فرما کر نہال ہوئے جاتا ہے جو ایک نشست میں اپنے متعدد موقف سے متعلق شاگرد کو لگاتار کہتا ہے ان سے میں نے رجوع کر لیا ہے، اس استاد کا موقف شاگرد بطور ثبوت پیش کر رہا ہے جو استاد اپنے موقف سے رجوع کو ثابت کرنے کے لیے شاگرد کے سامنے مسجد میں کان پکڑ کو اٹھک بیٹھک لگا چکا ہے ۔انٹ کی شنٹ مارنا جس استاد کا وطیرہ رہا ہے شاگرد درجنوں بار اس کی انٹ شنٹ سے بیزاری کا اظہار کرتا رہا ہو اب اس استاد کی دُر فطنی تنظیم کا موقف بن گئی ۔اس استاد کی استادی کو بطور ثبوت پیش کیا جارہا ہے جو شوریٰ کے بھرے اجلاس جو کہ سنہ ۲۰۲۲ میں ۱۲ ربیع اول والے روز اللہ والا ٹاؤن میں منعقد ہوا، اس اجلاس میں استاد اپنے موقف اپنی رائے سے متعلق اعلان کر کے گیا'' میں مدینہ یونیورسٹی سے فارغ التحصیل نہیں ہوں میری رائے بدلتی رہتی ہے، میرا آخری موقف لیا جائے میرا آخری موقف یہ ہے وہ نہیں'' المیہ یہ ہے موصوف کا اس اجلاس کا آخری موقف دوسرے دن ہی تبدیل ہو گیا اور لوگوں کو گھر بلا بلا کر اپنے نئے اور اس وقت کے آخری موقف سے مستفید فرمانا شروع کر دیا۔ بہتوں نے اس کا یہ حال دیکھ کر اسی وقت کہہ دیا تھا اس شخص کا '' آخر'' آئے گا تو وہ اس کا آخری موقف ہوگا۔ نہ ابھی اس کا آخر آیا ہے اور نہ اس کا یہ آخری موقف ہے ۔ پھر دنیا نے دیکھا معجزہ مخلوق ہے کہ نعرے کے بطن سے معجزاتی صفت نکلی مردہ زندہ کرنے کی مخلوق صفت برآمد ہوئی ۔اور بہت کچھ ایجاد ہوتا رہا ہے اور آخر تک ہوتے رہنے کی امید ہے ۔ایسے استاد کے موقف کو تنظیم کا پرانا موقف کہنا جو استاد اپنے موقف پر شاگرد کے سامنے اٹھک بیٹھک لگا چکا ہو کیسی عجیب بات ہے ۔شاگرد کا کُل اثاثہ استاد کی تعلیمات ہیں استاد کی تربیت ہے، استاد کا موقف ہے اس کے سوا پلے کچھ نہیں ۔ ہر ایک جانتا ہے استاد اکثر و بیشتر جہالت کا مظاہرہ فرمایا کرتے تھے ۔ پہلے پہلے معجزہ مخلوق کا نعرہ لگایا تو ظاہر ہونے والی نشانی کو مخلوق فرمایا، اللہ والا ٹاؤن کی تقریر میں لاٹھی سے بننے والے سانپ کو مخلوق کہا جو مخلوق ہی ہے ۔مگر محمد حنیف سے جا کر ملنے کے بعد معجزہ مخلوق میں وہ رنگ چڑھایا جو کفر و شرک کی بدترین مثال ہے ۔معجزاتی صفت، مردہ زندہ کرنے کی مخلوق صفت کے نظریات پیش فرمائے گئے ۔محمد حنیف سے ملنے کے بعد معجزہ فعل بنا اور فعل مخلوق قرار دیا گیا۔استاد جب یہاں تھے اس وقت کے معجزہ مخلوق اور یہاں سے وہاں جانے کے بعد کے معجزہ مخلوق میں جو فرق ہے وہی تو اصل ہے ۔ساری کوشش اس سے توجہ ہٹا دینے کے لیے ہو رہی ہے ۔

شیطان روز نت نئی کہانیاں القاء کر رہا ہے روزانہ شیطانی کلام ہو رہا ہے ۔قرآن میں ہے :

وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَى أَوْلِيَآئِهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ (سورہ انعام آیت 121)

شیاطین اپنے ساتھیوں کے دِلوں میں شکوک و اعتراضات القا کرتے ہیں تا کہ وہ تم سے جھگڑا کریں ۔لیکن اگر تم نے ان کی اطاعت قبول کر لی تو یقیناً تم مشرک ہو۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّا أَرْسَلْنَا الشَّيَاطِينَ عَلَى الْكَافِرِينَ تَؤُزُّهُمْ أَزًّا (سورہ مریم آیت 83)

کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ ہم نے ان منکرین حق پر شیاطین چھوڑ رکھے ہیں جو انہیں خوب خوب ؟ (مخالفت حق پر) اکسا رہے ہیں؟